حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے خلاف الزامات
(عائد کردہ شہنشاہ جہانگیر)

جناب ابصار عالم (سندھ یونیورسٹی جام شورو)

برصغیر اور پاکستان میں تحریکاتِ اسلامی کی تاریخ کو سمجھنا اس کے بغیر ممکن ہی نہیں کہ حضرت مجددؒ الف ثانی، شیخ احمد سرہندی کے کیے ہوئے کام اور ان کو پیش آنے والی کشمکش کو سمجھا جائے۔ وہی جہانگیر جو بادشاہی سیاست کے تقاضوں اور مصاحبوں کی دخل اندازیوں سے ایک وقت میں حضرت مجدد سے عناد رکھتا ہے اور ان پر الزامات لگاتا اور انہیں حوالۂ زنداں کرتا ہے، بعد میں جب وہ غلط فہمیوں کے غبار سے نکل آتا ہے تو آنجناب سے استفادہ کرتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ دورِ اکبری کے پیدا کردہ احوال میں اصلاح کا آغاز ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اورنگ زیب عالمگیر نمودار ہوتا ہے اور وہ خلافِ اسلام تصورات، معمولات اور قوانین و شعائر کا قلع قمع کر کے اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

حضرت مجدد کے کام کا مطالعہ کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ آپ نے سیاسی دائرے میں احیائے اسلام کا ایک بالکل الگ طریقہ اختیار کیا۔ یعنی اہل قوت و اختیار درباریوں اور حاکموں میں سے اچھے لوگوں تک بذریعہ خط و کتابت دعوتِ حق پہنچائی اور اقامتِ دین کے فریضہ میں حصہ لینے کے لیے ان کو ابھارا۔ رفض و بدعات اور ہندوانہ تہذیب کے غلبے کو ختم کرنے اور طریقِ نبوت پر کاربند ہونے کی دعوت دی۔ خدا کی تائید سے یہ کوشش کامیاب ہوئی۔

اس کوشش میں سبق یہ ہے کہ کبھی اقتدار کی اصلاح کے لیے دوسرے راستوں سے

سامنے سے آکر مؤثر کام کرنا ممکن نہیں ہوتا ۔ ایسی صورت میں اہل قوت و اختیار میں سے نسبتاً اچھے افراد کو رشد و ہدایت کی روشنی سے بہرہ مند کرنے کی راہیں نکالنی پڑتی ہیں ۔ اس خاص طریقِ تحریک (METHADOLOGY OF MOVEMENT) کا بہترین نمونہ حضرت مجدد اور آپ کے مریدوں کے کام میں ملتا ہے ۔

اس اہمیت کے پیش نظر جناب الصار عالم صاحب کا یہ مضمون ان اوراق میں پیش کیا جا رہا ہے ۔

شہنشاہ جہانگیر اپنی خود نوشت تزک میں سن جلوس ۱۴ ماہ خورداد ۲۲ کو تحریر کرتا ہے "کہ انہی دنوں مجھ سے عرض کیا گیا کہ شیخ احمد نامی ایک جعل ساز[1] نے سرہند میں مکر و فریب کا جال بچھا کر بھولے بھالے لوگوں کو پھانس رکھا ہے ۔ یہ خلیفے لوگوں کو فریب دینے اور معرفت کی دکانداری کرنے میں بہت پختہ ہیں ۔ اس نے اپنے مریدوں اور معتقدوں کے نام وقتاً فوقتاً جو واہیات خطوط لکھے ہیں انہیں مکتوبات کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں جمع کیا ہے ۔ اس دفتر بے معنی میں اس نے بہت سی ایسی بیہودہ باتیں تحریر کی ہیں جو کفر کی حد تک پہنچتی ہیں ۔ ایک مکتوب میں اس نے لکھا ہے کہ مقامات سلوک طے کرتے ہوئے وہ مقام ذی النورین میں پہنچا جو نہایت عالی شان اور پاکیزہ تھا ۔ وہاں سے گزر کر مقامِ فاروق اور مقامِ فاروق سے گزر کر مقام صدیق میں پہنچا ۔ پھر وہاں سے گذر کر مقام محبوبیت میں پہنچا جو نہایت منور و دلکش تھا ۔ اس مقام میں اس پر مختلف روشنیوں اور رنگوں کے پرتو پڑتے رہے ۔ گویا استغفراللہ بزعم خویش وہ خلفاء کے مرتبے سے بھی بڑھ گیا اور ان سے عالی تر مقام پر فائز[2] ہوا ۔ اس نے

---

[1] یقیناً حضرت مجددؒ کے متعلق ایسے الفاظ نقل کرتے ہوئے اذیت ہوتی ہے ، مگر تاریخی تحقیق میں مخالفانہ باتیں سامنے لانی پڑتی ہیں (ن ص)

[2] مشاہدہ مقامات یا سیر مقامات کے صوفیانہ تصورات کا مجھے براہ راست شعور حاصل نہیں ، مگر مشاہدہ و سیر بصورت کشف کے یہ معنی نکالنا کہ کسی شخص نے وہ مقام پا لیا یا وہ اس کا مدعی ہے ، غیر معقول بات ہے لیکن اہل اقتدار کو برانگیختہ کرنے والے مصاحبین اسی طرح مغالطہ انگیزی سے کام لیتے ہیں (ن ص)

اس طرح کی اور بھی بہت سی گستاخانہ باتیں (خلفاء کی شان میں) لکھی ہیں جن کو تحریر کرنا طوالت اور خلفاء کی شان میں بے ادبی کا باعث ہوگا۔ مذکورہ وجوہات کی بنا پر میں نے اُسے دربار میں طلب کیا تھا۔ حسب الطلب حاضر خدمت ہوا تو میں نے اُس سے جتنے سوالات بھی کیے اُن میں سے کسی ایک کا بھی کوئی معقول جواب نہیں دے سکا۔ "بے عقل و کم فہم" ہونے کے علاوہ "مغرور" و "خود پسند" بھی نکلا۔ چنانچہ میں نے اس کے حالات کی اصلاح کے لیے یہی موزوں سمجھا کہ اسے کچھ دنوں کے لیے قید رکھا جائے تاکہ اس کے مزاج کی شوریدگی اور اس کے دماغ کی آشفتگی جاتی رہے اور عوام میں جو شورش پھیلی ہوئی ہے وہ ختم جائے۔ چنانچہ اسے انی رائے سنگھ دان کے حوالے کیا کہ اسے قلعہ گوالیار میں قید رکھے[1]۔

شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء) کی یہ اپنی تحریر بہت واضح ہے جس میں کسی ابہام کی گنجائش نہیں۔ پہلی بات تو یہ کہی گئی کہ "شیخ احمد نامی ایک جعل ساز نے سرہند میں مکر و فریب کا جال بچھا کر بھولے بھالے لوگوں کو پھانس رکھا ہے۔ یہ خلیفے لوگوں کو فریب دینے اور معرفت کی دکان داری کرنے میں بہت پختہ ہیں۔"

جہانگیر شیخ احمد سرہندیؒ کا تذکرہ اس سے قبل اپنی تزک میں کہیں نہیں کرتا۔ پہلی ہی بار جب آپ کا ذکر کرتا ہے تو "جعل ساز" کہتا ہے اور مکر و فریب کا جال بچھانے کا الزام عائد کرتا ہے جس میں بھولے بھالے پھنس گئے ہیں اور یہ کہ یہ خلیفے لوگ فریب دینے اور معرفت کی دکان داری کرنے میں بہت پختہ ہیں۔

اِن الزامات میں پہلے الزام یعنی سرہند میں مکر و فریب کا جال بچھا کر لوگوں کو پھانسنے کی حقیقت یہ ہے کہ تزک جہانگیری۔ اقبال نامہ جہانگیری عمل صالح اور منتخب اللباب کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرہند اس دَور کا ایک اہم شہر تھا۔ اسے انتظامی، سیاسی و تجارتی مرکزیت حاصل تھی۔ یہاں جہانگیر اور شاہ جہاں نے متعدد بار قیام کیا اور یہاں سے گزرے اور جہانگیر تو سن جلوس ۱۴ ہی میں جمعرات ۱۲ دی ماہ کو یعنی شیخ احمد سرہندی کو قلعہ گوالیار میں قید کا حکم دینے کے چھ ماہ بعد

---

[1] تزک جہانگیری (اُردو) سلیم واحد سلیم۔ مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور) ص ۵۶۳-۵۶۴

سرہند میں قیام کرتا ہے۔ اور سرہند میں باغات لگوانے اور عمارات سازی کے لیے خاص احکام بھی دیتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرہند کو اُس دَور میں ایک اہم مقام حاصل تھا[۱]۔

دوسرا الزام یعنی ہر شہر و قریہ میں خلیفے مقرر کرنا جو لوگوں کو فریب دینے اور معرفت کی دکان داری چلانے میں پختہ ہیں اُس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کی تحریک اتباعِ سنت نبوی جس کی ابتداء آپ نے ۱۶۰۳ء میں کی تھی وہ ۱۶۱۹ء یعنی جس سال آپ کو دربار میں طلب کیا تھا اور قلعہ گوالیار میں قید کیا گیا، اُس وقت تک بہت ہی وسیع، ہمہ گیر اور مقبول ہو چکی تھی اور اس کے اثرات مُلک کے دور دراز گوشوں تک پھیل گئے تھے۔ اور آپ کے معتقدین و متاثرین منظم طور پر احیائے اسلام کے لیے کام کر رہے تھے۔ آپ کے مُریدین ذہین، باصلاحیت، اہل علم، معاملہ فہم اور سوجھ بوجھ رکھنے والے افراد تھے۔ جن کی نگاہیں دُور رس اور فکر صائب تھیں، اس لیے اُن کی باتوں میں اثر تھا۔ لوگ اُن کے علم و عمل سے متاثر ہوتے تھے۔ پھر یہ لوگ محض قول ہی کے دھنی نہ تھے بلکہ جو کچھ کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ اُن کی زندگیاں کسی مفاد، تضاد اور خودغرضی پر مبنی نہ تھیں۔ یہ اخلاص و عمل کے پیکر تھے اس لیے لوگ نہ صرف ان کی باتیں سُنتے تھے بلکہ عمل بھی کرتے تھے اور ان کی آواز پر لبیک بھی کہتے تھے۔

شیخ احمد سرہندی (حضرت مجدد الف ثانیؒ) سرہند ہی میں ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے میں شہنشاہ اکبر ۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء تک ہندوستان پر حکمران تھا۔ اسی کے آخری عہد ۱۵۹۹ء میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مرید ہوتے ہیں اور اپنے پیر و مرشد کے ۱۶۰۳ء میں انتقال کے بعد جہانگیر کی تخت نشینی سے دو سال قبل رشد و ہدایت یعنی تحریک احیاء اسلام کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ آپ کے متعلق حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے یہ کہا تھا کہ شیخ احمد "کثیر العلم و قوی الارادہ" ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے جانشین ہوتے ہی آپ نے اتباعِ سنّت نبوی، ترویجِ شریعت اور نفاذِ شریعت کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں ابتداء ہی میں ایک رسالہ بعنوان "اثبات النبوۃ" لکھا جس میں دلائل کے ذریعے نبوت کی غایت، اہمیت، افادیت اور ہمہ گیریت کو ثابت کیا۔ اور اکبر

---

[۱] تزک جہانگیری اُردو ص ۵۰۵۔

کے نصف صدی کے دورِ حکومت میں "عقل، فلسفہ، مصلحت ملکی 'تجربہ" جو بطور معیار کے اختیار کر لیا گیا تھا اس کی خامیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کی۔ دوسرے الحاد و بے دینی کی سرپرستی و فروغ سے ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا تھا جو اکابر صحابہ کرام کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار تھا۔ آپؒ نے فکر کی کجی کو دُور کرنے اور ذہن و فکر کی مثبت اصلاح کے لیے رسالہ "ردّ روافض" تحریر کیا جس میں خلفاء راشدین کی پاکیزگی اور عظمت کو قرآن و سنتِ رسول، احادیث اور عقل کی روشنی میں پیش کیا۔ خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے بارے میں جو گمراہ کن باتیں مشہور عام ہیں ایسی غلط باتوں کی تردید کی۔ اس کے علاوہ جہانگیر کے عہد کے متعدد امراء مملکت کو جو اعلیٰ مناصب پر فائز تھے انہیں مکتوبات لکھے تھے جن کی معرفت نہ صرف اُن کے ذہن و فکر کی تطہیر کر رہے تھے بلکہ غلط تصورات، عقائد اور باطل نظریات سے آگاہ کر کے انہیں ترویج شریعت اور نفاذ شریعت کے لیے ترغیب دے رہے تھے۔ چنانچہ شہنشاہ جہانگیر کی تخت نشینی اور حکومت کے حصول میں شیخ فرید بخاری کو سب سے زیادہ اہمیت اور اوّلیت حاصل ہے۔ شیخ فرید بخاری حضرت خواجہ باقی باللہ کے مُرید اور اس حیثیت سے شیخ احمد سرہندی (حضرت مجدد الف ثانیؒ) کے پیر بھائی اور اکبر کے آخری دَور حکومت میں مملکت کے اہم عہدیدار تھے۔ شیخ احمد سرہندیؒ (حضرت مجدّد الف ثانیؒ) نے اس زمانے میں جب اکبر کا آخری دَورِ حکومت تھا اور اس کے بعد جانشینی کا مسئلہ درپیش تھا اور حکومت کے دعویدار بھی موجود اور کوشاں تھے تو آپ نے شیخ فرید بخاری کے نام یکے بعد دیگرے ۱۲ خطوط مسلسل لکھے ہیں جو مکتوبات امام ربّانی کی جلد اوّل میں ۴۳ تا ۵۴ مسلسل ہیں اور شیخ فرید بخاری جہانگیر کو تخت نشین کرانے میں اہم ترین رول ادا کرتے ہیں۔ جہانگیر ان کی اس خدمت کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں انعامات و اکرامات کے علاوہ "صاحب السیف والقلم" کا خطاب دیتا ہے[۱]۔ جہانگیر کے مقابلے میں خسرو (پسر جہانگیر اور اکبر کا پوتا) جب دوبارہ سر اُٹھاتا ہے تو شیخ فرید بخاری ہی تندی و تیزی سے خسرو کا تعاقب کرتے ہیں اور دوبارہ شکست دے کر اس کو ناکام کرتے ہیں اور جب جہانگیر کو اس کامیابی سے مطلع کرتے ہیں تو جہانگیر بہت خوش ہوتا ہے اور قاصد کو "خوش خبر" کا خطاب دیتا ہے اور انہیں "مرتضیٰ خاں" کا خطاب اور دیپ دوال کا علاقہ

۱۔ تزکِ جہانگیری ص ۴۵۔

بطور جاگیر دیا ہے[۱]۔ شیخ فرید کے علاوہ جہانگیر کے عہد کے متعدد امراء مملکت مثلاً عبدالرحیم خانخاناں مرزا اعسام الدین، خان جہاں، جباری خاں، مرزا فتح اللہ، حکیم مرزا دواب، قلیج خاں، بہادر خاں صدر جہاں، خواجہ جہاں، لالہ بیگ، خان اعظم وغیرہ امراء مملکت کو بھی خطوط لکھے ہیں جن کی تعداد کم و بیش ایک تہائی ہوتی ہے۔ یہ تمام خطوط جلد اوّل ہی میں موجود ہیں۔ ان تمام مکتوبات کا ایک ہی مرکزی موضوع مقاصد یہ کہ وہ اپنے عہدے و منصب سے فائدہ اُٹھا کر شریعت کو نافذ کریں اس لیے جہانگیر کا یہ الزام کہ شیخ احمد ایک جعل ساز ہے جس نے مکر و فریب کا جال بچھا کر بھولے بھالے لوگوں کو پھانس رکھا ہے اور یہ خلیفے لوگ فریب دینے اور معرفت کی دکانداری کرنے میں بہت پختہ ہیں، سراسر ایک لغو الزام و اتہام ہے جس کی کوئی تاریخی حقیقت اور صداقت نہیں ہے اور خود جہانگیر نے بھی اپنے اس دعوے یا الزام میں کوئی واقعہ تحریر نہیں کیا ہے اور نہ ہی کوئی ثبوت پیش کیا ہے۔

دوسرے یہ لکھنا " کہ اس نے اپنے مریدوں اور معتقدوں کے نام وقتاً فوقتاً جو واہیات خطوط لکھے ہیں انہیں مکتوبات کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں جمع کیا ہے۔ اس دفتر بے معنی میں اس نے بہت سی ایسی بیہودہ باتیں تحریر کی ہیں جو کفر کی حد تک پہنچتی ہیں" جہانگیر کا یہ اشارہ شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات کے اس مجموعے کی طرف ہے جو ۱۶۱۶ء بمطابق ۱۰۲۵ھ دربار میں طلبی اور قلعہ گوالیار میں قید سے تین سال قبل ایک کتابی شکل میں شائع ہوا تھا۔ اس مجموعہ میں ۳۱۳ مکتوبات ہیں اور یہ تعداد اصحاب بدر کی رعایت پر ہے۔ اصحابِ بدر کو تاریخِ اسلام میں ایک بہت ہی بنیادی و مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ یہی اصحاب ہیں جو ۲ھ میں بمطابق ۶۲۳ء، رمضان المبارک میں قلیل تعداد، ساز و سامان اور اسلحہ کی کمی کے باوجود، لشکر کفار جو تعداد، ساز و سامان اور اسلحہ کی فراوانی میں فوقیت رکھتا تھا اس پر نہ صرف کاری ضرب لگائی بلکہ انہیں شکست فاش دے کر مسلمانوں کے حوصلے اور عزم کو بلند کر دیا اور اہل کفر کے نخوت و پندار کو پاش پاش کر دیا۔ یہ اہل اسلام اور اہل کفر کے درمیان پہلی مسلح جنگ تھی جس میں اہل اسلام کو اللہ کی تائید و نصرت سے کامرانی حاصل ہوئی اور اہل کفر کو شکست و ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کتاب کا تاریخی نام " درالمعرفت " ہے۔ یہ تمام مکتوبات بلاشک

---

[۱] تزک جہانگیری ص ۹۵

مریدین و معتقدین ہی کو لکھے گئے ہیں جن کا مرکزی موضوع توحید، رسالت، کفر و شرک، شریعت کی اہمیت و عظمت، ترویج شریعت اور اتباعِ سنتِ نبوی کی ضرورت ہے، جو آج بھی دیکھے و پڑھے جا سکتے ہیں جو بظاہر ایک فرد کے نام تحریر کیے گئے ہیں جو جدید اصطلاح میں رسالہ یا پمفلٹ سے تعبیر کیے جا سکتے ہیں۔ یہ مکتوبات جن موضوعات یا مسائل پر لکھے گئے ہیں ان کا تعلق ہر دور میں ہر مسلمان سے ہے۔ یہ خطوط چونکہ عام افادیت اور عمومی دلچسپی کے تھے اور کسی وقتی یا ہنگامی مسائل سے متعلق نہ تھے بلکہ ان کی مستقل اہمیت تھی جن میں اسلام کے بنیادی مسائل توحید، رسالت، آخرت اور اسلامی تعلیمات کی توضیح و تشریح اور اسلامی تاریخ کے بعض واقعات کی تعبیر و تشریح اور مختلف معاملات کے متعلق اسلام کی حدود وغیرہ پر بحث تھی۔ آپ کے حلقہ ارادت و اثر میں روز بروز اضافہ ہونے کی وجہ سے ان کی مانگ میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس لیے عمومی مفاد کے پیش نظر شائع کرائے تاکہ یہ خطوط یکجا مل سکیں اور لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔ جہاں تک ان خطوط کے مجموعہ کو "دفتر بے معنی" کہنے کا تعلق ہے تو ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟ ایسے اہم مسائل اور مباحث پر مشتمل مجموعہ کو دفتر بے معنی وہی شخص کہہ سکتا ہے جو بصارت و بصیرت سے عاری ہو یا غیظ و غضب نے اس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے ہوں اور عقل و فہم کے دروازے بند کر دیے ہوں۔

یہ خطوط آج بھی ملتے ہیں اور قبولیت عام کا یہ عالم ہے کہ متعدد بار فارسی اور اُردو میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے حقیقت شناس اور تاریخ کا غیر جانبدار طالب علم بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جہانگیر کے الزام و اتہام کی کیا نوعیت اور حقیقت ہے؟ اور اس میں کہاں تک صداقت ہے؟ اور یہ خطوط بقول جہانگیر کے "واہیات" اور "دفتر بے معنی" ہیں؟ یا واقعی "درالمعرفت" یعنی معرفت کے موتی ہیں؟

(باقی آئندہ)